سوال

(515) نمازِ جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی کا جواب دینا مزید تفصیل

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جناب حافظ صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب ہیں۔ انھوں نے اپنے مقتدیوں کو سری نمازوں میں یعنی ظہر، عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ قراءت سے منع کر رکھا ہے اور وہ دلیل میں سنن النسائی کی روایت پیش کرتے ہیں، جو ان کے الفاظ میں درج ہے: 'بَابُ تَرْکِ الْقِرَآءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا لَمْ یَجْہَرْ''جس (نماز میں جہر نہیں کیا گیا۔ اس میں امام کے پیچھے قراءت چھوڑ دینا۔'' 'عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ ﷺ الظُّہْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَہٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی''عمران بن حصین سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی ظہر کی، پس پڑھا ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے 'سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی''فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَنْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی؟ قَالَ رَجُلٌ اَنَا! قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْہَا' ''پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے تو فرمایا، کس نے پڑھا: 'سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی کہا ایک آدمی نے کہ ''میں نے!'' آپ نے فرمایا: جان لیا ہے میں نے کہ تم میں سے بعض قرآن کو میرے ساتھ خلط ملط کرتے ہیں۔ صحیح مسلم، بَابُ نَہْیِ الْمَأْمُوْمِ عَنْ جَہْرِہٖ بِالْقِرَاءَۃِ خَلْفَ اِمَامِہٖ، رقم: ۳۹۸

'عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی صَلٰوۃَ الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَرَجُلٌ یَقْرَأُ خَلْفَہٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَیُّکُمْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَنَا وَلَمْ اُرِدْ بِہَا اِلَّا الْخَیْرَ'

''عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کی۔ پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کس نے سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھی ہے ایک شخص نے قوم میں سے کہا، میں نے، اور میرا ارادہ اس سے حصولِ خیر ہی کا تھا۔ 'فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْہَا' (نسائی، شریف مجشی بھوجیانی، ص: ۱۸۔۱۹) سنن النسائی، باب تَرْکُ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا لَمْ یَجْہَرْ فِیْہِ، رقم: ۹۱۸''پس فرمایا نبی ﷺ نے، میں نے معلوم کر لیا ہے کہ بعض تم میں سے مجھ سے قرآن میں جھگڑا ڈالنے والے ہیں۔'' 'خَالَجَنِیْہَا کی شرح قابلِ غور اور لائق مطالعہ ہے۔

ابوداوٗد شریف میں یہ روایت ایک آدھ لفظ کے ہیر پھیر سے دو سندوں سے مروی ہے۔ مسلم میں تین سندوں سے اور جزء القراءۃ للبخاری میں کم از کم ۹ یا ۱۰ سندوں سے مروی ہے۔ لہٰذا اس کی صحت میں شک نہیں ہونا چاہیے۔ مزید توجہ طلب باتیں:

۱۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے پوری سورۃ الاعلیٰ بلند آواز سے پڑھی تھی یا صرف پہلی ایک آیت؟

۲۔ سورۃ الاعلیٰ بلند پڑھنے والے صحابی نے سورۃ فاتحہ کیسے پڑھی ہوگی؟

۳۔ جو صحابہ سورۃ الاعلیٰ ضروری پڑھ رہا ہے، وہ سورۃ فاتحہ چھوڑ سکتا ہے؟

۴۔ پوری جماعتِ صحابہ میں سے ایک نے پڑھا تھا، باقیوں نے کیا کیا تھا؟

۵۔ صحابی نے جہراً پڑھنے کو 'لَمْ اُرِدْ بِہَا اِلَّا الْخَیْرَ' سے تعبیر کیا تھا یا قرآن کی قراءۃ کو؟

۶۔ عالم استغراق میں آپ ﷺ احیاناً ایک آدھ آیت اونچی پڑھ لیا کرتے تھے۔ صحابہ کو ایسا کرنے پر کیوں ٹوکا؟

۔ ’خا لجیتھا‘ نفی کے لیے فرمایا یا اثبات کے لیے؟ (انکار کے لیے یا اقرار کے لیے؟) (سائل محمد اقبال... قصور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کتب احادیث میں نبی کریم ﷺ کی نماز کا جو طریقہ صریحاً منقول ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر کے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ بھی قراءۃ فرماتے تھے۔

بلکہ صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے مفہوم ہے کہ گاہے بگاہے آپ ﷺ ظہر کے فرضوں کی پچھلی دو رکعتوں میں بھی قراءت فرما لیتے تھے۔ صحیح بخاری میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

’کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقرَأُ فِی الرَّکعَتَینِ مِنَ الظُّهرِ وَالعَصرِ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ وَسُورَةٍ وَیُسمِعُنَا الاٰیَةَ اَحیَانًا‘ (جلد اول، ص: ۱۰۵، باب القرآءۃ فی العصر) صحیح البخاری، بابُ القراءۃِ فی العصرِ، رقم: ۷۶۲

کہ نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر کی ہر دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور (اس کے ساتھ) سورۃ (ملا کر) پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں بھی کوئی آیت سنا دیتے تھے۔‘‘

شبہ: اگر کوئی کہے کہ آپ ﷺ کی قراءت تو بحیثیت امام کے تھی اور اس میں کسی کو کلام نہیں... اس وقت متنازع فیہ مسئلہ مقتدی کا ہے نہ کہ امام کا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ’صَلُّوا کَمَا رَأَیتُمُونِی‘ "صحیح البخاری، باب الأذان للمسافر، إذا کانوا جماعۃ، والإقامۃ، وکذلک بعرفۃ وجمع... الخ، رقم: ۶۳۱" کے پیش نظر اجازتِ ھذا مقتدی کو بھی شامل ہے۔ پھر سنن ابن ماجہ کی روایت میں ماموم کے جوازِ قراءت پر نص صریحاً موجود ہے۔ پوری روایت بسندہ ملاحظہ فرمائیں:

’حَدَّثنَا مُحَمَّدُ بنُ یَحیٰی حَدَّثنَا سَعِیدُ بنُ عَامِرٍ حَدَّثنَا شُعبَةُ عَن مُسعِرٍ عَن یَزِیدَ الفَقِیرِ عَن جَابِرِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ قَالَ کُنَّا نَقرَأُ فِی الظُّهرِ وَالعَصرِ خَلفَ الاِمَامِ فِی الرَّکعَتَینِ الاُولَیَینِ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ وَسُورَةٍ وَفِی الاُخرَیَینِ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ (ابن ماجہ، ص: ۶۱) سنن ابن ماجۃ، بَابُ القِرَاءَۃِ خَلفَ الاِمَامِ، رقم: ۸۴۳

’کہ ہم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ اور (اس کے ساتھ) سورۃ (ملا کر) پڑھتے تھے، جب کہ آخری دو رکعتوں میں (صرف) فاتحۃ الکتاب۔‘‘

باقی رہی سنن نسائی کی وہ روایت کا جس کا حوالہ مولوی صاحب مذکور دیتے ہیں، تو امام نووی نے شرح مسلم میں اس کا جواب یوں دیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو مطلق قراءت سے نہیں روکا تھا بلکہ صرف آواز بلند کرنے سے منع فرمایا تھا... الفاظ یوں ہیں:

’مَعنٰی هٰذَا الکَلَامِ الاِنکَارُ عَلَیهِ وَالاِنکَارُ فِی جَهرِهٖ اَو رَفعِ صَوتِهٖ بِحَیثُ اَسمَعَ غَیرَهٗ لَا عَن اَصلِ القِرَاءَةِ بَل فِیهِ اَنَّهُم کَانُوا یَقرَءُونَ بِالسُّورَةِ فِی الصَّلٰوةِ السِّرِّیَّةِ (جلد اول، ص: ۱۷۲)

یعنی ’’اس کلام کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو باآواز بلند قراءت سے روکا تھا، کیونکہ اس نے آواز دوسرے کو سنائی، نہ کہ اصلی قراءت سے انکار مقصود ہے!... نفسِ حدیث میں تو یہ مسئلہ موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سری نماز میں سورۃ پڑھتے تھے۔‘‘

صاحب التعلیقات السلفیۃ (بھوجیانی) نے بھی قریباً یہی بات دہرائی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ اسی بنا پر امام نووی رحمہ اللہ نے اس روایت پر صحیح مسلم کے حاشیہ میں بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے: 'بَابُ نَهْيِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَهْرِهِ بِالْقِرَائَةِ خَلْفَ إِمَامِهِ'

یعنی ''ماموم کے لیے امام کے پیچھے جہری قراء ت کرنا منع ہے۔'' اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یوں باب باندھا ہے: 'بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَائَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ' لہٰذا حدیثِ مذکور کے الفاظ کے پیش نظر امام نسائی کی تبویب کی بجائے ابوداؤد رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ کی تبویبیں درست اور موقف کے اظہار کے لیے ہیں، جب کہ امام نسائی کی تبویب سے ان لوگوں کے استدلال کی طرف اشارہ ہے جو اس حدیث سے مقتدی کے لیے قراء ۃ کے قائل نہیں۔

امام نسائی و ترمذی وغیرہ کی یہ عام عادت ہے کہ اپنی تبویب سے دوسروں کے استدلالات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ خود ان کا اپنا موقف بھی وہی ہو۔ چنانچہ حدیث ہذا کے اخیر میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ قُلْتُ لِقَتَادَةَ كَأَنَّهُ كَرِهَهُ قَالَ لَوْ كَرِهَهُ نَهَى عَنْهُ'

''محمد ابن کثیر اپنی حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ شعبہ نے کہا، میں نے قتادہ سے دریافت کیا، معلوم یوں ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کا آپ ﷺ کے پیچھے 'سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى' پڑھنا مکروہ جانا؟ تو قتادہ نے جواب دیا، اگر آپ ﷺ نے اس فعل کو مکروہ جانا ہوتا تو فعلِ قراء ت سے منع فرمادیتے۔

عون المعبود میں ہے: 'فَدَلَّ عَلَى عَدَمِ الْكَرَاهَةِ' یعنی اس حدیث سے دلیل ملتی ہے کہ امام کے پیچھے قراء ۃ کرنی مکروہ نہیں۔ (جلد اوّل، ص:۳۰۷) نیز مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کے متعلق مذکور ہے کہ وہ سِرّی نمازوں کی چاروں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملایا کرتے تھے۔

امام محمد رحمہ اللہ کی روایت میں صراحت موجود ہے کہ ان کا یہ عمل ظہر اور عصر کے فرضوں میں تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مرعاۃ المفاتیح جلد اوّل، ص: ۶۰۰۔

نیز محدث شام علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'صِفَةُ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ' میں بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: 'وُجُوبُ الْقِرَائَةِ فِي السِّرِّيَّةِ' یعنی سِرّی نماز میں قراء ت واجب ہے۔ ''پھر اس کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سِرّی نماز میں قراء ت پر برقرار رکھا ہے۔''

بایں ہمہ آپ نے ان پر صرف قراء ت میں حاصل تشویش کا انکار کیا۔ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی تو فرمایا: 'أَيُّكُمْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى' ''تم میں سے کس نے 'سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى' پڑھا ہے۔'' ''ایک آدمی نے کہا: میں نے!... اور میرا مقصود اس سے خیر کے سوا کچھ نہیں تھا۔'' ''آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے احساس ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر قراء ت خلط ملط کر دی ہے۔'' صحیح مسلم، باب نَهْيِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَهْرِهِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ إِمَامِهِ، رقم:۳۹۸" ایک دوسری روایت جو جزء القراءۃ للبخاری، مسند احمد اور السراج میں بسند حسن مروی ہے، میں ہے کہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں قراء ت بآوازِ بلند کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: 'خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ' تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا ہے۔''

پھر محدث موصوف صفحہ ۹۶ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں کہ سِرّی نماز میں قراء ت خلف الامام کی مشروعیت کے قائل، قدیم قول کے مطابق امام شافعی ہیں اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد سے بھی ایک قول اسی کے موافق ہے۔ ملا علی قاری اور بعض حنفی شیوخ نے بھی اس مسلک کو پسند کیا ہے۔ اور یہی قول امام زہری، مالک، ابن المبارک، احمد بن حنبل اور محدثین کی ایک جماعت وغیرہ کا ہے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

اب آپ سوالات کا جواب بالترتیب لاحظہ فرمائیں:

۱۔ لفظ 'خَالَجَنِيهَا' سے ظاہر ہے کہ اس نے سورۃ کا کچھ حصہ بلند آواز سے پڑھا ہوگا۔ امام خطابی ''معالم السنن'' میں فرماتے ہیں:

'وَاِنَّمَ اَنْکَرَعَلَیْہِ مُجَاذَبَتَہٗ اِیَّاہُ فِی قِرَائَۃِ السُّوْرَۃِ حِیْنَ تَدَاخَلَتِ الْقِرَآئَتَانِ'

۲۔ جہاں تک سورۃ فاتحہ کا تعلق ہے، اس کے بارے میں امام خطابی فرماتے ہیں :

'فَاَمَّا قِرَآئَۃُ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَاِنَّہٗ مَاْمُوْرٌ بِہَا عَلٰی کُلِّ حَالٍ اِنْ اَمْکَنَہٗ اَنْ یَقْرَاَ فِی السَّکْتَۃِ فَعَلَ وَاِلَّا قَرَأَ مَعَہٗ لَا مَحَالَۃَ'

''جہاں تک سورۃ الفاتحہ کا تعلق ہے، تو وہ ہر حال میں اس کے پڑھنے کا پابند ہے، اگر ممکن ہو تو خاموشی کے وقفہ میں پڑھے ورنہ ساتھ ساتھ!''

۳۔ سورۃ الفاتحہ نہیں چھوڑ سکتا۔

۴۔ ظاہر ہے کہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سورت سرّی پڑھی ہوگی۔ اس لیے تنبیہ کی ضرورت صرف اس ایک کو سمجھی گئی، جس نے سرّی کی مخالفت کی۔

۵۔ ممکن ہے صحابی کی مراد دونوں ہوں۔ جہر میں چونکہ آپ ﷺ کی سنت کی مخالفت تھی اس لیے اس سے منع فرمادیا۔

۶۔ آپ ﷺ ایک آدھ آیت اونچی سناتے تھے۔ لیکن اس نے زیادہ قراء ت کی ہوگی نیز آپ ﷺ کی اونچی قراء ت کا مقصود یہ ظاہر کرنا ہوسکتا ہے کہ سرّی نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ دیگر سورتوں کی قراء ت بھی مشروع ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی قراء ت جہراً بے فائدہ نہ تھی، جب کہ مقتدی کی قراء ت جہراً خلل کا باعث ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جب امام سورۃ فاتحہ کے سوا کوئی سورۃ جہراً پڑھے گا، تو مقتدی اسے خاموشی سے سنیں گے۔ مگر جب مقتدی ایسا کرے گا تو امام خاموش نہ ہوگا۔ لہٰذا اختلاط واقع ہو گا۔

۷۔ 'خَالَجَنِیْھَا' سے مقصود (جہر سے) انکار ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ: 434

محدث فتویٰ